بوتل کا جن

انور فرہاد

پپو میاں ساحلِ سمندر پر کھیل رہے تھے۔ ان کے بھائی بہن، امی، ابو بھی یہاں آئے ہوئے تھے۔ سب اپنی اپنی تفریح میں مگن تھے۔ پپو میاں پتھر اُٹھا اُٹھا کر انھیں بولنگ کے انداز میں پھینک رہے تھے۔ کھیلتے کھیلتے وہ اپنے گھر والوں سے خاصے دور چلے گئے۔ نہ ان کو اس بات کا دھیان رہا، نہ ان کے بڑوں کو اس بات کا احساس ہوا کہ وہ ان سے بہت دور تک چلے گئے ہیں۔ اچانک پانی کا ایک بڑا ریلا آیا اور خشک ساحلی حصوں کو بھگوتا ہوا پپو میاں کے قریب تک پہنچ گیا۔ ریلا جس تیزی سے آیا تھا، اسی تیزی کے ساتھ لوٹ گیا۔ پانی تو واپس چلا گیا، مگر اس کے ساتھ بہ کر آنے والی بہت سی چیزیں ساحل پر ہی رہ گئیں۔ ان میں زیادہ تر رنگ برنگی سیپیاں تھیں۔ کچھ ڈبے، کچھ بوتلیں تھیں، جنھیں ساحل پر تفریح کے لیے آنے والے اکثر لوگ استعمال کے بعد سمندر میں پھینک دیتے ہیں۔

اچانک ان کی نظر ایک ایسی بوتل پر پڑی جو دیگر بوتلوں سے مختلف تھی۔ صاف لگ رہا تھا کہ یہ ان بوتلوں میں سے نہیں ہے، جن کا مشروب استعمال کر کے انھیں سمندر سپرد کر دیا جاتا ہے۔ انھوں نے لپک کر اس بوتل کو اُٹھالیا اور اِدھر اُدھر سے اسے گھما پھرا کر دیکھنے لگے۔ غور سے دیکھنے پر انھیں اندازہ ہوا کہ اس پر ایک کارک سا لگا ہوا ہے۔ اسی وقت انھیں ایک آواز سنائی دی۔ بہت دھیمی جیسے کہیں بہت دور سے آ رہی ہو: ''خبردار! بوتل کا منھ نہ کھولنا۔'' انھوں نے اپنے ارد گرد اور پھر دور تک نگاہ دوڑائی کہ یہ کون بول رہا ہے، مگر انھیں کوئی نظر نہیں آیا، جب کہ آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی: ''خبردار! بوتل کا منھ نہ کھولنا۔''

''عجیب تماشا ہے۔ کوئی موجود نہیں، مگر آواز آ رہی ہے۔'' انھوں نے آہستہ سے کہا۔

پھر اچانک بے خیالی میں بوتل کے منھ پر لگا کارک کھل گیا۔ جس کا احساس انھیں اس

وقت ہوا جب بوتل کے اندر سے دھواں نکلنے لگا۔ انھوں نے گھبرا کر بوتل ہاتھ سے چھوڑ دی۔

''اوہ! اس کے اندر تو کوئی گیس بھری ہوئی تھی۔'' ان کے منھ سے بے ساختہ نکلا: ''اسی لیے کوئی منع کر رہا تھا کہ بوتل نہ کھولنا۔''

''نہیں میرے آقا! یہ گیس نہیں، یہ دھواں ہے۔ میرے وجود کا ایک روپ ہے۔''

پپو میاں نے گھبرا کر دھوئیں کی طرف دیکھا، جو بوتل سے نکل کر آسمان کی طرف دور تک چلا گیا تھا، پھر دیکھتے ہی دیکھتے دھواں غائب ہو گیا تھا اور اس کی جگہ ایک جن کھڑا نظر آیا۔

''تت...... تم کون ہو؟'' انھوں نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

''میرے آقا! میں اس بوتل کا جن ہوں۔''

''جن...... جن! اچھا اچھا، میں نے تمھیں شاید پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔ ہاں، ہاں یاد آیا۔ میں نے تمھاری فلم دیکھی تھی، جب تم شہزادی کا پورا محل ایک ہاتھ میں اُٹھا کر ہوا میں اُڑے جا رہے تھے اور پھر تم نے الہٰ دین کے محل کے پاس ہی شہزادی کا محل رکھ دیا تھا۔'' اب پپو میاں کا خوف بہت حد تک دور ہو چکا تھا۔

''میرے آقا! وہ جن میں نہیں تھا۔ وہ تو الہٰ دین کے جادوئی چراغ کا جن تھا۔ میں تو بوتل کا جن ہوں۔ یہ بوتل جو آپ کے پاس نیچے پڑی ہوئی ہے۔''

''چلو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تم جادوئی چراغ کے جن نہیں ہو، بوتل کے جن ہو، جن تو ہو۔ اگر جن ہو تو مجھے اپنی پیٹھ پر سوار کر کے اس شہر کی سیر کرا دو۔ بڑا مزہ آئے گا، جب لوگ مجھے تمھاری پیٹھ پر سوار ہوا میں اُڑتا ہوا دیکھیں گے۔''

''مجھے معاف کیجیے میرے آقا! میں آپ کی یہ خواہش پوری نہیں کر سکوں گا۔''

''تم تو عجیب جن ہو کہ مجھ جیسے ایک چھوٹے سے لڑکے کو اپنی پیٹھ پر سوار کر کے اُڑنے سے انکار کر رہے ہو۔ ایک الہٰ دین کا جن تھا جو شہزادی کے پورے محل کو ایک ہاتھ میں اُٹھا کر اُڑتا رہا۔''

''میرے ننھے منے آقا! آپ بھول رہے ہیں کہ یہ الٰہ دین کا زمانہ نہیں۔ الٰہ دین کے زمانے میں نہ ریڈار تھا، نہ اینٹی کرافٹ گن، نہ جیٹ طیارے تھے، اس لیے الٰہ دین کے جادوئی چراغ کا جن بغداد کی فضاؤں میں اُڑتا پھرتا تھا۔ اسے نیچے والے لوگ بس حیرت سے تکتے رہتے تھے۔ اب یہ سب کچھ ممکن نہیں، کیوں اپنے آپ کو اور مجھے مروانا چاہتے ہیں؟''

پپو میاں سوچ میں پڑ گئے کہ یہ جن کیسی باتیں کر رہا ہے، پھر جن سے بولے: ''اے بوتل والے جن! تمھیں یہ باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟''

''کون سی باتیں؟''

''یہی ریڈار، اینٹی ایئر کرافٹ گن اور جیٹ طیاروں کی۔''

''اپنے تجربے سے۔ قصہ اب سے کچھ پہلے کا ہے۔ جس طرح سمندری لہروں نے میری بوتل تمھارے قدموں میں لا کر ڈال دی تھی، اسی طرح سمندری پانی نے ایک بار کسی اور ساحل پر مجھے پھینک دیا تھا۔ وہاں بھی تمھاری طرح ایک لڑکے نے بوتل کا منھ کھول کر مجھے آزاد کرا دیا تھا اور تمھاری طرح ضد کرنے لگا تھا کہ مجھے اپنی پیٹھ پر سوار کر کے شہر کی سیر کرا دو۔ میں نے اسے اپنی پیٹھ پر سوار کیا اور شہر کی فضاؤں میں اڑنے لگا، مگر خدا کی پناہ! دیکھتے ہی دیکھتے ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔ شہر کے ریڈار نے فوراً خبر کر دی کہ کوئی شے شہر کی فضاؤں میں اُڑ رہی ہے۔ نتیجے میں مجھ پر فائر کیے جانے لگے، پھر جیٹ طیاروں نے اوپر آ کر مجھے اپنے گھیرے میں لے لیا۔ نیچے سے برابر فائرنگ کی جا رہی تھی۔ میں نے بڑی مشکلوں سے ایک طیارے کے اوپر چڑھ کر اپنی اور اپنے ننھے آقا کی جان بچائی۔ نیچے سے برابر اعلان ہو رہا تھا کہ تم کون ہو؟ کسی سیارے کی مخلوق ہو، یا جو کوئی بھی ہو، اپنے آپ کو ہمارے قبضے میں دے دو۔ جس جہاز پر میں سوار تھا، نیچے اُترا تو دھواں بن کر میں نے ان کی آنکھوں میں دھول جھونکی اور اپنے ننھے آقا کو لے کر ساحلِ سمندر پہنچا اور اس سے کہا کہ مجھے بوتل میں بند کر کے فوراً سمندر میں پھینک دو۔''

جن کی زبانی یہ واقعہ سن کر پپو میاں بولے: ''اوہ ہاں! تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہاں بھی ایسا ہی خطرہ ہو سکتا ہے، خیر جانے دو۔ فضائی سیر کے پروگرام کو چھوڑو۔ چلو ایسا کرو کہ چپکے سے یہاں کے کسی باربی کیو سے گرما گرم کباب پراٹھے لے آؤ۔ دونوں مل کر کھائیں گے۔ تم تو اس بوتل میں بند جانے کب سے بھوکے پیاسے ہو گے۔''

''میرے آقا! آپ مجھے چوری کرنے کو کہہ رہے ہیں۔ یہ تو میں ہرگز نہیں کروں گا۔ یہ قانونی اور اخلاقی طور پر بہت بڑا جرم ہے۔ گناہ بھی ہے۔ میں نے ایک بار چوری کی تھی، جس کے جرم میں مجھے اس بوتل میں بند کر کے سمندر میں پھینک دیا گیا تھا، جس کے بعد میں نے قسم کھائی تھی کہ پھر کبھی چوری نہیں کروں گا۔'' یہ کہتے ہوئے جن نے اپنی لنگوٹ سے کوئی چیز نکال کر پپو میاں کو دی: ''یہ لو، تم اس سے کباب پراٹھا خرید کر کھا لو۔''

''یہ کیا ہے؟''

''یہ اشرفی ہے۔ پرانے زمانے کا سکہ ہے۔''

پپو میاں نے اسے اُلٹ پلٹ کر دیکھا۔ اس پر ٹیڑھی لکیروں سے کچھ لکھا ہوا بھی تھا۔ انھوں نے جن کو اشرفی لوٹاتے ہوئے کہا: ''اپنا یہ سکہ تم اپنے پاس ہی رکھو۔ یہاں تو لوہے کا یا کاغذ کا سکہ چلتا ہے۔ یہاں کوئی دکان دار اسے لے کر سودا نہیں دے گا۔'' پھر ذرا دیر چپ رہ کر اُداس لہجے میں بولے: ''میں تو دراصل تمھاری کارکردگی آزمانا چاہتا تھا، تاکہ تمھارے ذریعے سے میں بھی الہ دین کی طرح بڑا آدمی بن جاؤں۔''

''میرے بھولے بھالے آقا! اب کسی آدمی کو بڑا آدمی بننے کے لیے کسی جن، بھوت یا جادوئی چراغ کی ضرورت نہیں۔ آج کا انسان، جن بھوتوں اور جادوئی طاقتوں سے کہیں زیادہ طاقت ور ہے۔ فضاؤں میں اُڑتا پھرتا ہے، سمندر کی تہ میں سفر کرتا ہے۔ سیکڑوں، ہزاروں میل دور کے لوگوں سے نہ صرف باتیں کرتا ہے، بلکہ انھیں دیکھتا بھی ہے، جیسے آمنے سامنے بیٹھ کر

باتیں کر رہا ہو۔ چاند، ستاروں کے راز بھی اب اس سے چھپے ہوئے نہیں رہے۔ میرے آقا! دوسروں کا سہارا لینے والے لوگ کبھی بڑے آدمی نہیں بن سکتے۔''

''ہاں، تم ٹھیک کہہ رہے ہو، الٰہ دین کے چراغ پر جب جادوگر نے دھوکے سے قبضہ کرلیا تو الٰہ دین کی ساری شان و شوکت، سارا بڑا پن ختم ہوگیا۔''

''تم اگر بڑے آدمی بننا چاہتے ہو میرے معصوم آقا! تو اپنی کوششوں سے، اپنی تدبیر اور حکمت سے بڑا آدمی بنو۔''

''تو چلو، یہ کوشش، یہ تدبیر، یہ حکمت عملی کیا ہونی چاہیے، تم ہی بتا دو؟''

''پڑھو لکھو، خوب محنت سے، جی لگا کر...... یہ سوچ کر کہ یہ علم ہی تمھیں بڑا آدمی بنائے گا۔ آج کا انسان اگر جنوں، دیوؤں اور پریوں سے زیادہ طاقت ور ہے، پوری دنیا پر راج کر رہا ہے، تو اپنے علم و دانش کی وجہ ہی سے۔ یہ ایسی طاقت ہے، جسے کوئی جادوگر چھین نہیں سکتا۔ کسی بڑے کو چھوٹا نہیں بنا سکتا۔''

''ٹھیک ہے۔'' پپو میاں نے فیصلہ کن انداز میں کہا: ''بڑا آدمی بننے کے لیے میں تمھارے مشورے پر ضرور عمل کروں گا۔''

''شاباش! بہت خوب۔'' بوتل کے جن نے خوش ہو کر کہا: ''اب میرا آخری مشورہ یہ ہے کہ میں دھواں بن کر بوتل میں جا رہا ہوں، آپ اچھی طرح اس کا منھ بند کر کے اسے سمندر میں پھینک دیں میری تھوڑی قید باقی ہے۔''

اور اس کے ساتھ ہی جن دیکھتے ہی دیکھتے دھویں کی صورت میں بوتل میں سما گیا۔ پپو میاں نے خوب اچھی طرح کارک سے اس کا منھ بند کیا، اور کسی فاسٹ بولر کی طرح دور سے دوڑتے ہوئے پانی تک گئے اور بوتل کو بہت فاصلے پر لہروں کے سپرد کر دیا۔

☆☆☆